عُشر

- فضائل
- مسائل

شیخِ طریقت متکلمِ اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن دامت برکاتہم

خانقاہ حنفیہ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے جیسے انسان کو جسم عطا کیا اور اس سے متعلق کچھ احکام ذکر کیے بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کو مال دیا اس کے متعلق بھی احکام ذکر فرمائے ہیں، اسی کے دیے ہوئے جسم اور مال کو اسی کے حکم کے مطابق استعمال کیا جائے تو اللہ راضی ہوتے ہیں، دنیا میں برکتیں نازل فرماتے ہیں اور آخرت میں جنت عطا فرماتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے:

وَّ اٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ؕ

سورۃ النور، رقم الآیۃ: 33

ترجمہ: اور ان کو اللہ کے اس مال میں سے دو جو اس نے تم کو عطا کیا ہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ ابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ

سورۃ القصص، رقم الآیۃ: 77

ترجمہ: جو کچھ اللہ نے آپ کو دیا ہے اس کے ذریعہ آخرت کے گھر کو حاصل کرو۔

یہ سونا چاندی، کرنسی، دولت، مال مویشی، زمین، باغات، فصلیں، کھیت کھلیان وغیرہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتیں ہیں، ان کو اللہ کے حکم کے مطابق استعمال کرنا عبادت ہے اور ان مالی عبادات کا نام زکوٰۃ، صدقۃ الفطر، قربانی اور عشر ہے۔

نظام زکوٰۃ و عشر کی معاشرتی حکمت

اسلام کے اقتصادی نظام کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اسلام دولت کو ایک جگہ منجمد نہیں رہنے دیتا بلکہ اس کو گردش میں رکھتا ہے تاکہ مال دار طبقہ مال کی کثرت و فراوانی کی وجہ سے غرور، تکبر اور ظلم پر نہ اتر آئے اسی طرح غریب بھی احساس کمتری کا شکار ہو کر مایوسی اور جرائم کا مرتکب نہ ہو۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا جذبہ جہاں لوگوں کی معاشرتی ضروریات کو پورا کرتا ہے وہاں اس کا روحانی فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ انسان کے دل سے مال کی محبت نکل جاتی ہے کیونکہ مال کی بے جا محبت جب دل میں اترتی ہے تو انسان اپنے مقصدِ تخلیق سے یکسر غافل ہو جاتا ہے۔ اس لیے اسلام نے مال کے متعلق چند عبادات مقرر فرما دی ہیں تاکہ معاشرہ ظلم و ستم اور جرائم سے پاک و صاف رہے۔

اسلام کے اس اقتصادی نظام کا ایک جز عشر بھی ہے۔ جس طرح سونے چاندی پر زکوٰۃ واجب ہے اسی طرح زمین کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ لازم ہے، اسی کا نام "عشر" ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے فصلیں اور باغات پکنے کو ہیں، اس لیے عشر کے متعلق کچھ احکام (وجوب، مقدار، شرائط، عام احکام شریعت اور عشر میں فرق، مصارف اور چند متفرق مسائل) ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں۔

عشر کا وجوب

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۠

سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ: 267

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی کمائی میں سے پاکیزہ چیزیں خرچ کرو اور اس (پیداوار) میں سے (بھی) جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے پیدا کی ہے۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَ لَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۙ﴿۱۴۱﴾

سورۃ الانعام، آیت نمبر 141

ترجمہ: اور اللہ کا حق ادا کرو جب ان کی فصل کاٹو اور (اللہ کی مقرر کردہ) حد سے آگے نہ بڑھو اس لیے کہ اللہ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔

فائدہ:

مذکورہ بالا مکمل آیت کریمہ میں فصل، باغات اور پھلوں کے جس حق کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے اس سے مراد عشر ہے۔

مقدار (دسویں اور بیسویں حصے کی تقسیم)

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ۔

صحیح بخاری، باب العشر فیمایسقی من ماء السمآء، الرقم:1483

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کھیتی بارش کے پانی یا قدرتی چشمے کے پانی سے سیراب ہو یا خودبخود سیراب ہو (مثلاً نہر وغیرہ کے کنارے پر واقع ہو جس کی وجہ سے پانی دینے میں محنت نہ کرنی پڑتی ہو اور نہ ہی پانی کا خرچ ادا کیا جاتا ہو) تو اس میں سے عشر (دسواں حصہ) لیا جائے، اور جس کھیتی میں کنویں (ٹیوب ویل، رہٹ، یا وہ نہری پانی جس کا آبیانہ ادا کیا جائے) سے پانی لیا جائے تو اس میں سے نصف عشر (بیسواں حصہ) لیا جائے۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ، وَأَمَرَنِي أَنْ آخُذَ مِمَّا سَقَتِ السَّمَاءُ، وَمَا سُقِيَ بَعْلاً الْعُشْرَ، وَمَا سُقِيَ بِالدَّوَالِي نِصْفَ الْعُشْرِ۔

سنن ابن ماجہ باب صدقۃ الزروع والثمار، الرقم:1818

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف عامل بنا کر بھیجا اور مجھے حکم فرمایا کہ میں

بحیثیت عامل اس پیداوار سے جو آسمان (کے پانی یعنی بارش) سے سیر اب ہوئی اور جو زمین نہر کے کنارے پر ہونے کی وجہ سے سیر اب ہوئی (یعنی اسے خود سے پانی دینے کی ضرورت پیش نہیں آئی) تو اس میں دسواں حصہ بطور عشر کے حاصل کروں اور جو زمین (کنووں کے) ڈولوں سے سیر اب ہو اس میں بطور عشر بیسواں حصہ وصول کروں۔

وجوب عشر کی شرائط

پہلی شرط: مسلمان ہونا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عشر اہل ایمان کے لیے مقرر کردہ ایک عبادت ہے اور کافر عبادت کا اہل نہیں۔

دوسری شرط: زمین کا عشری ہونا۔ خراجی زمین پر عشر نہیں۔

فائدہ: خراجی زمین اسے کہتے ہیں کہ جس کو مسلمانوں نے صلح کے ذریعہ حاصل کیا ہو، ایسی صورت میں زمین کی شرائط اس معاہدے کے مطابق ہوتی ہیں جن پر صلح کی گئی ہے، اگر صلح نامے پر یہ شرط موجود ہے کہ یہ لوگ اپنے مذہب پر رہیں گے اور ان کی زمینیں بدستور ان کی ملکیت میں ہی رہیں گی تو ایسی زمینوں کو ”خراجی“ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر مسلمانوں نے کسی علاقے کو جنگ ذریعے فتح کیا اس کے بعد مسلمانوں کے امیر نے اس علاقہ کی زمینوں کو مجاہدین اسلام میں تقسیم نہیں کیا بلکہ اپنے صوابدیدی اختیار کے مطابق ان زمینوں کو سابقہ مالکوں کی ملکیت میں بدستور قائم رکھا تو ایسی زمین کو بھی ”خراجی“ کہا جاتا ہے۔

تیسری شرط: زمین سے پیداوار کا ہونا۔ لہذا اگر کسی وجہ سے پیداوار نہیں

ہوئی، مثلاً مالک نے کوتاہی برتی، یا اس نے کھیت کی خبر گیری نہیں کی، یا کسی آفت کے سبب فصل اُگی ہی نہیں تو ہر صورت میں عشر ساقط ہو جائے گا۔ ادا نہیں کیا جائے گا۔

چوتھی شرط: پیداوار ایسی چیز ہو جس کو اگانے کا رواج ہو، اور لوگوں کی عادت یہ ہو کہ وہ اسے کاشت کر کے اس سے نفع بھی اٹھاتے ہوں۔ لہذا وہ گھاس جو خود بخود اگ آئے یا بے کار قسم کے خود رو درخت اگر کسی زمین میں پیدا ہو جائیں تو ان میں عشر نہ ہو گا۔ اگر زمین میں بانس یا گھاس وغیرہ آمدن کی غرض سے لگایا گیا ہو تو اس میں عشر ہو گا، اگر خود بخود کوئی درخت اگا ہے تو اس میں نہیں ہو گا۔

عشر کے مصارف

مسئلہ 1: عشر کے مصارف اور مستحق وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں، یعنی ایسا مسلمان جس پر نہ زکوٰۃ واجب ہو اور نہ ہی غیر ضروری سامان کو ملا کر زکاۃ کے نصاب کی مالیت بنتی ہو تو ایسا شخص زکوٰۃ و عشر کا مستحق ہے۔

مسئلہ 2: زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرح عشر کی ادائیگی کیلئے بھی مستحق شخص کو مالک بنانا ضروری ہے۔ ورنہ عشر ادا نہیں ہو گا۔

مسئلہ 3: مستحق افراد کو مالک بنائے بغیر عشر کا مال یا رقم کسی بھی رفاہی کام میں لگانا جائز نہیں اس سے عشر ادا نہیں ہو گا۔

مسئلہ 4: جس پر عشر واجب ہوا ہے اگر وہ خود بھی عشر لینے والے مستحق افراد

میں شامل ہو تو وہ اپنے عشر کا اپنی ذات کا مالک نہیں بنا سکتا، کسی دوسرے مستحق شخص کو دینا ضروری ہے۔

مسئلہ 5: عشر کی جگہ بطور صدقہ رقم یا غلہ اجناس وغیرہ دینے سے عشر کی ادائیگی نہیں ہوتی خواہ عشر کی مقدار سے زیادہ بھی صدقہ کر دیا جائے۔

مسئلہ 6: عشر کے مصارف میں سب سے بہترین مصرف دینی مدارس و جامعات ہیں جہاں پر دین اسلام کو پڑھا پڑھایا سیکھا اور سکھایا جاتا ہے، یہ واجب کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ایسا صدقہ جاریہ بھی ہے جو مسلسل انسان کے نامہ اعمال میں جاری رہتا ہے۔

عشر اور زکاۃ میں چند بنیادی فرق

فرق نمبر 1: زکاۃ کے واجب ہونے کے لیے مخصوص نصاب متعین ہے اس سے کم ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جبکہ عشر کے واجب ہونے کے لیے نصاب مقرر نہیں پیداوار کم ہو یا زیادہ اس پر عشر واجب ہوتا ہے۔

فائدہ: ہاں اگر کسی کی پیداوار پونے دو سیر سے بھی کم ہو تو اس قدر معمولی مقدار پر شریعت عشر واجب نہیں کرتی۔

فرق نمبر 2: زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے مال یا سامان وغیرہ پر سال کا گزرنا ضروری ہے جبکہ عشر میں سال گزرنا ضروری نہیں۔ بلکہ اگر کسی زمین میں سال میں دو مرتبہ فصل ہوتی ہے یا کسی باغ وغیرہ میں سال میں دو مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ پھل وغیرہ لگتا ہے تو ہر مرتبہ عشر ادا کرنا ضروری ہے۔

فرق نمبر3: زکوٰۃ کی ادائیگی میں عاقل اور بالغ ہونا بھی شرط ہے جبکہ عشر کے واجب ہونے میں یہ چیزیں شرط نہیں، اس لیے اگر کوئی پاگل ہو یا ابھی تک نابالغ ہو تو اس کی زمین کی پیداوار پر عشر واجب ہوگا ان لوگوں کے سرپرست افراد ان کی طرف سے عشر ادا کریں گے۔

فرق نمبر4: زکوٰۃ کے مال اور سامان وغیرہ کے ساتھ قرض کا تعلق ہوتا ہے یعنی اگر کسی پر قرض ہو تو اس قرض کو زکوٰۃ کے مال سے نکال کر زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے۔ جبکہ عشر میں ایسا نہیں یعنی اگر کسی نے عشر ادا کرنا تو اس کا قرض وغیرہ عشر سے نہیں نکالا جاتا۔

فرق نمبر5: ایسے چیزیں جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جب تک وہ نصاب کے برابر باقی رہتی ہیں ان پر ہر سال زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، مثلاً کسی کے پاس سونا یا چاندی وغیرہ موجود ہو تو جب تک یہ سونا یا چاندی وغیرہ موجود رہے گی ہر سال ان پر زکوٰۃ واجب ہوتی رہے گی اور ان کی زکوٰۃ نکالنا ضروری ہوگا جبکہ عشر میں ایسا نہیں، مثلا اگر پیداوار میں سے ایک مرتبہ عشر ادا کر دیا اس کے بعد وہ جنس غلہ وغیرہ اگرچہ کئی سال تک بھی اس کے پاس باقی رہے، ہر سال اس کا عشر نہیں نکالا جائے گا۔

عشر کے 30 مسائل

مسئلہ 1: عشر پیداوار کی جنس سے دینا ضروری نہیں بلکہ اس کی قیمت سے بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ 2: عشر کے لیے ضابطہ یہ ہے کہ جتنی پیداوار حاصل ہو چاہے کم ہو یا زیادہ، اس کا عشر ادا کیا جائے۔

مسئلہ 3: عشر جس طرح کھیتی میں واجب ہوتا ہے اسی طرح پھل اور سبزیوں میں بھی واجب ہے۔

مسئلہ 4: اگر کسی درخت سے سال میں ایک مرتبہ سے زائد مرتبہ پھل حاصل ہوتا ہو تو جتنی مرتبہ پھل حاصل ہو گا تو ہر مرتبہ اس پر عشر واجب ہو گا۔

مسئلہ 5: اگر کوئی سبزی ایسی ہو جو ایک مرتبہ کاٹنے کے بعد دوبارہ اگ آتی ہو تو جتنی مرتبہ اسے کاٹیں گے ہر مرتبہ اس کا عشر واجب ہو گا۔

مسئلہ 6: اگر فصل، پھل یا سبزی تھوڑی تھوڑی کر کے کاٹی جائے یا توڑی جائے تو اس صورت میں جتنی مقدار کاٹتے یا توڑتے جائیں اسی کا عشر ادا کرتے جائیں۔

مسئلہ 7: جن چیزوں کی پیداوار مقصود ہو تو ان میں عشر واجب ہوتا ہے جیسے کپاس، گندم، چاول، چنا، مکئی، سبزی، پھل وغیرہ اور جن چیزوں کی پیداوار مقصود نہ ہو بلکہ پیداوار کے ساتھ ضمنی طور پر حاصل ہوتی ہوں جیسے گندم کا بھوسہ، مکئی کا بھوسہ، چاول کا بھوسہ یا خود بخود اگ آتی ہوں جیسے گھاس وغیرہ تو اصولاً ان میں عشر واجب نہیں لیکن اگر اس قسم کی چیزوں کی پیداوار مقصود ہو

خواہ بیچنے کے لیے یا ذاتی استعمال یا جانوروں کے چارہ وغیرہ کے لیے تو ان میں بھی عشر واجب ہو گا۔

مسئلہ 8: اگر کھیتی مثلاً گندم، مکئی، جَو وغیرہ کو جانوروں کے چارے کے حصول کے لیے بویا جائے اور پختہ ہونے سے پہلے ہی کاٹ لی جائیں تو چونکہ ان چیزوں سے بھی پیداوار مقصود ہوتی ہے اس لیے ان میں بھی عشر واجب ہو گا۔

مسئلہ 9: کسی بڑی فصل مثلاً گندم، گنا وغیرہ کے ساتھ کوئی دوسری فصل بھی ضمناً شامل کر دی جیسے لوبیا، چنے وغیرہ تو اس پر بھی عشر واجب ہے کیونکہ یہاں ان چیزوں کی پیداوار مقصود ہوتی ہے۔

مسئلہ 10: زمین میں خودرو درخت پیدا ہو جائیں تو ان میں اور حاصل شدہ لکڑی میں عشر واجب نہ ہو گا۔ ہاں اگر ان کو لکڑی کے حصول کی غرض سے لگایا جائے تو ان پر بھی عشر واجب ہو گا۔

مسئلہ 11: درخت سے نکلنے والی چیزوں مثلاً گوند وغیرہ پر عشر واجب نہیں۔ اسی طرح مختلف سبزیوں اور پھلوں کے بیج جو صرف کھیتی کے لیے استعمال ہوتے ہیں یا دوائی کے کام آتے ہیں (غذائی اجناس کے طور پر نہیں ہوتے) جیسے خربوزہ، تربوز وغیرہ کے بیج تو ان پر بھی عشر واجب ہے۔

مسئلہ 12: عشری زمین سے اگر شہد نکالا جائے تو اس پر بھی عشر واجب ہے، شہد کے عشر میں ہر حال میں دسواں حصہ واجب ہے خواہ اس پر کتنے ہی اخراجات آئیں، یہ اخراجات اس سے نکالے نہیں جائیں گے۔

مسئلہ 13: گھر کے صحن وغیرہ میں سبزی یا درخت لگائے جائیں تو ان سے حاصل ہونے والی پیداوار پر عشر نہیں، وجہ یہ ہے کہ یہ چیزیں مکان کے تابع

ہیں اور مکان پر عشر نہیں لہٰذا ان چیزوں پر بھی عشر نہیں۔

مسئلہ 14: اگر کسی نے اپنے رہائشی مکان کو مسمار کر کے اسے مستقل باغ سے تبدیل کر دیا تو چونکہ اب اس کی حیثیت باغ کی ہے اس لیے اس باغ میں آنے والے پھلوں پر عشر واجب ہو گا۔

مسئلہ 15: اگر عشری زمین مزارعت پر دی جائے (عموماً زمین زمیندار کی اور محنت، بیج، ہل وغیرہ کاشتکار کے ذمے ہوتا ہے اور پیداوار میں دونوں کا حصہ ہوتا ہے) اس صورت میں زمیندار اور کاشتکار دونوں پر اپنے اپنے حصے کی پیداوار کا عشر واجب ہے۔

مسئلہ 16: اگر عشری زمین ٹھیکے پر دی گئی تو پیداوار کا عشر کرائے دار پر ہو گا، زمین کے مالک پر نہیں۔

مسئلہ 17: زمین کو کاشت کے قابل بنانے سے لے کر فصل پکنے تک جتنے اخراجات ہوتے ہیں مثلاً ہل چلانا، زمین سے اضافی جڑی بوٹیوں کو ختم کرنا، بیج ڈالنا، پانی دینا، کھاد ڈالنا، اسپرے کرنا ان اخراجات کو عشر کی ادائیگی سے نہیں نکالا کیا جائے گا بلکہ اخراجات نکالے بغیر زمین کی کل پیداوار پر عشر واجب ہو گا۔

مسئلہ 18: فصل پکنے کے بعد ہونے والے اخراجات کو بھی نہیں نکالا جائے گا۔ اس لیے کٹائی کی اجرت، تھریشر وغیرہ کا خرچہ بھی نکالے بغیر عشر ادا کیا جائے گا۔

مسئلہ 19: اگر پیداوار کا مالک مقروض ہے تو بھی اس پر عشر واجب ہو گا، قرض کو پیداوار سے نہیں نکالا جائے گا۔

مسئلہ 20: کھیتی بونے اور باغ میں پھول آنے سے پہلے عشر ادا کرنا جائز

نہیں، البتہ کھیتی اگنے اور باغ میں پھول آنے کے بعد یعنی پھل ظاہر ہونے سے پہلے پہلے عشر کو نقدی کی صورت میں ادا کرنا جائز ہے۔

مسئلہ 21: فصل، پھل یا سبزی پکنے سے پہلے پہلے اس قابل ہو جائے کہ اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہو تو عشر واجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ 22: اگر کسی نے فصل یا پھل کو پکنے سے پہلے کاٹ لیا یا توڑ لیا تو جس مقدار کے برابر فصل کاٹی یا پھل توڑے تو اسی کے برابر عشر ادا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ 23: اگر کسی نے پوری فصل یا پھل کو یا پھر اس کے کسی حصہ کو قابل استعمال ہونے کے بعد خود ختم کر دیا مثلاً مکمل یا بعض پیداوار کو خود استعمال کر لیا خواہ جانور کے چارہ کے طور پر کھلا کر ہی کیوں نہ ہو تو اس کے ذمہ سے عشر ختم نہیں ہوتا بلکہ اس کو استعمال شدہ مقدار کا حساب لگا کر عشر ادا کرنا واجب ہو گا۔

مسئلہ 24: اگر کسی نے خود ضائع یا استعمال نہیں کیا بلکہ آسمانی آفت سیلاب، تیز آندھی، طوفانی بارش، بجلی کے گرنے یا آگ وغیرہ لگنے سے ساری فصل تباہ ہو گئی یا چوری ہو گئی تو اس کے ذمے عشر واجب نہیں، ہاں البتہ اگر مکمل تباہ یا چوری نہیں ہوئی، بلکہ کچھ پیداوار باقی ہے تو اس کا عشر ادا کرنا واجب ہو گا۔

مسئلہ 25: اگر کسی شخص نے دوسرے کی پیداوار کو ضائع کر دیا تو زمین کا مالک اس ضائع کرنے والے سے تاوان وصول کرے اور اس میں سے عشر ادا کرے۔ ہاں جب تک ضائع کرنے والا تاوان ادا نہیں کرتا تب تک مالک کے ذمے عشر ادا کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ 26: بعض درخت ، فصل ، پودے ایسے ہیں کہ جن سے پھل مقصود نہیں ہوتا بلکہ ان کے پتے کام آتے ہیں مثلاً تمبا کو، پان وغیرہ ان کے پتوں میں عشر واجب ہو گا۔

مسئلہ 27: اگر کسی نے زمین پر کھڑی فصل، درخت یا باغ پر لگے پھل کو پکنے کے بعد فروخت کیا تو اس کا عشر ادا کرنا فروخت کرنے والے پر واجب ہو گا، خریدار پر نہیں۔

مسئلہ 28: اگر فصل یا پھل پکنے سے پہلے فروخت کیا تو اب عشر خریدار کے ذمہ ہے، فروخت کرنے والے کے ذمہ نہیں۔

مسئلہ 29: وہ زمین جو وقف کی ہے مثلاً کسی رفاہی ادارے، مسجد، مدرسہ وغیرہ کی ہے اگر وہ عشری زمین ہے تو اس سے حاصل شدہ پیداوار کا عشر ادا کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ 30: وہ پہاڑ اور جنگل جو کسی کی ملکیت میں نہیں اور عشری زمین میں ہیں ان سے جو شخص بھی پھل حاصل کرے کا اس پر عشر ادا کرنا واجب ہے۔

آخری گزارش

یہ وہ دین کی باتیں ہیں جن کا علم اور اس پر عمل مسلمان کے لیے ضروری ہے بالخصوص وہ زمین دار لوگ جن کو اللہ کریم نے زمین جیسی نعمت سے نوازا ہے ، زمین سے حاصل ہونے والے غلہ اناج وغیرہ میں اللہ کا حق ادا کرنا لازمی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم خود بھی ان مسائل کو سیکھیں اور اپنے کسان بھائیوں کو بھی شریعت کے مسائل سمجھائیں۔ اللہ ہمیں دین پر دل و جان سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

